دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

استفتاء

خواتین کو نماز باجماعت کے لئے مسجد میں آنے کی ترغیب دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء کے خلاف ہے

(۱) عرض یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ شہر کراچی کی بہت سی مساجد میں نیز بڑے شہروں کی بہت سی بڑی بڑی مساجد میں خواتین کو مردوں کی نماز باجماعت میں شرکت کے لئے خصوصاً نمازِ جمعہ، نمازِ عیدین اور نمازِ تراویح میں شرکت کی غرض سے باقاعدہ ان کے لئے جگہ مختص کرنے کا سلسلہ جاری ہے، اور ان کے لئے مسجد کے کسی حصے کو خاص کردیا جاتا ہے اور انہیں ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ مساجد میں آکر مردوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کریں اور اس کی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مساجد میں خواتین کی نماز کے لئے جگہ مختص ہوتی تھی اور خواتین اس دور میں مساجد میں آکر مردوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتی تھیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ خواتین کے لئے باجماعت نماز ادا کرنے کی غرض سے مسجدوں میں آنا اور مردوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے؟ یا ناجائز؟ اور اس طرح مساجد میں ان کے لئے انتظام کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ چونکہ ہماری مسجد میں بھی اس طرح کا انتظام کیا جارہا ہے اور ہم نے اپنے اکابر سے اب تک یہی سنا تھا کہ خواتین کو اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھنی چاہیے، اور انہیں نماز باجماعت میں شرکت کے لئے مسجد آنے کی اجازت نہیں، اس لئے ہم نے مسجد انتظامیہ سے بات کی تو ان کا جواب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو خواتین مسجدوں میں نمازِ باجماعت کے لئے آتی تھیں تو اب کیوں انہیں روکا جاتا ہے؟ اس لئے آپ حضرات سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ پر توجہ فرمائیں اور امت کی رہنمائی فرمائیں اور مدلل ومفصل جواب باصواب سے آگاہ فرمائیں۔

(۲) یہ بھی بیان فرمادیں کہ کیا حدیث میں خواتین کو مسجد میں آنے سے روکنے کی ممانعت ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو مسجد جانے سے روکنے سے منع فرمایا ہے؟ اگر یہ درست ہے تو اب

Scanned by CamScanner

انہیں مسجد یا عیدگاہ سے کیوں روکا جاتا ہے؟اس بارے میں بھی صحیح رہنمائی فرمادیں۔اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر دیں۔

بندہ عبداللہ کراچی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملهم الصواب

(۱) واضح رہے کہ عورتوں کی نماز کے متعلق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات،ہدایات اور ارشادات کی روشنی میں اس بات پر امت کا اجماع واتفاق ہے کہ عورتوں کا تنہائی میں اوراپنے گھر کے کسی گوشہ میں نماز ادا کرنا افضل اور بہتر ہے،اسی لئے عہد نبوی میں اگرچہ عورتوں کو مسجد میں آنے اور جماعت میں شرکت کی اجازت تھی،لیکن کسی ایک حدیث میں بھی ان کے لئے مسجد میں آکر نماز پڑھنے یا مردوں کی جماعت میں شرکت کے لئے مساجد میں آنے کی ترغیب یا فضیلت ثابت نہیں ، بلکہ اس کے برعکس انہیں نہ صرف ان کے اپنے اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھنے کی مسلسل ترغیب دی گئی ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لئے اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کو زیادہ باعثِ فضیلت قرار دیا ۔چنانچہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عورتوں کی بہترین مسجد اس کے گھر کا اندرونی حصہ ہے۔(یا یہ فرمایا کہ)عورتوں کی سب سے بہترین نماز وہ ہے جو ان کے گھر کے اندرونی حصہ میں ہو۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:خيرمساجدالنساء قعربيوتهن"

رواه أحمد ، وابويعلى،والبيهقى عن أم سلمة أخرجه أحمد (٦ / ٢٩٧ ،رقم ٢٦٥٨٣)،والبيهقى (١٣١/٣ ،رقم ٥١٤٣) . واخرجه ايضًا :ابن خزيمة (٣/ ٩٢ ،رقم ١٦٨٣) وقال :إن ثبت الخبرفإنى لا اعرف السائب مولى أم سلمة بعدالة ولاجرح .والحاكم (١ / ٣٢٧،رقم ٧٥٦) ، والقضاعى (٢/ ٢٣١ ،رقم ١٢٥٢) ،والديلمى ٢/ ١٨٢ ،رقم ٢٩١٩) .

قال المنذرى (١/ ١٤١) : رواه ابن خزيمة فى صحيحه والحاكم من طريق دراج أبى السمح عن

Scanned by CamScanner

السائب مولى أم سلمة عنها وقال ابن خزيمة لاأعرف السائب مولى أم سلمة بعدالة ولاجرح وقال الحاكم صحيح الإسناد.وللحديث أطراف أخرى منها : (خيرصلاة النساء). (جمع الجوامع اوالجامع الكبيرللسيوطي ص: ۱۲۳۴۶)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت کی وہ نماز جو وہ اپنے گھر کے اندرونی خانہ میں پڑھے اس کی اس نماز سے بہتر ہے جو گھر کے صحن میں پڑھے،اوراس کی وہ نماز جو وہ گھر کے صحن میں پڑھے اس نماز سے بہتر ہے جو دار(یعنی خارج بیت،داخلِ سور) میں پڑھے، اوراس کی وہ نماز جو گھر کے دار میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو اس کے گھر کے خارج میں ہو۔ بلکہ ایک روایت میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ عورت کی وہ نماز جو وہ اپنے گھر کے اندر پڑھے اس کی اس نماز سے زیادہ اجر وثواب والی ہے جو مسجد میں جاکر پڑھے۔

"صلاةالمرأة في بيتها خيرمن صلاتها في حجرتها و صلاتها في حجرتها خير من صلاتها في دارها وصلاتها في دارها خيرمن صلاتها خارج. رواه الطبراني في الأوسط عن أم سلمة.(۹/ ۴۸ ،رقم ۹۱۰۱) . قال الهيثمي (۲/ ۳۴) : رجاله رجال الصحيح خلا زيد بن المهاجر فإن ابن أبي حاتم لم يذكر عنه راوغير ابنه محمد بن زيد . (جامع الأحاديث ۱۳ /۲۹۷)وفي رواية:لأن تصلي المرأة في داخلتها أعظم لأجرها من أن تصلي في بيتها، ولأن تصلي في بيتها أعظم لأجرها من أن تصلي في دارها، ولأن تصلي في دارها أعظم لأجرها من أن تصلي في مسجد قومها، ولأن تصلي في مسجد قومها أعظم لأجرها من أن تصلي في مسجد الجماعة، ولأن تصلي في مسجد الجماعة أعظم لأجرهامن أن تخرج يوم الخروج .(جامع الأحاديث للسيوطي ۱۷/ ۳۰۲) أخرجه أيضًا:ابن عبد البرفي التمهيد (۲۳/ ۳۹۹)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت اُمّ حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned by CamScanner

کی خدمت میں حاضر ہوئیں اورعرض کیا، یارسول اللہ! مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق رکھتی ہو، مگر تمہاری وہ نماز جو اندرونی کوٹھری میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو کمرہ میں ہو اور تمہاری وہ نماز جو کمرہ میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو گھر کے احاطے میں ہو اور تمہاری وہ نماز جو گھر کے احاطے میں ہو، اس نماز سے بہتر ہے جو محلّہ کی مسجد میں ہو، اور تمہاری وہ نماز جو محلّہ کی مسجد میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو میری مسجد میں ہو، چنانچہ حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا، نے اپنے گھر کے کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا نماز پڑھنے کی جگہ بنوائی، وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

..عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهَا جَاءَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَکَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّکِ تُحِبِّينَ الصَّلَاةَ مَعِي وَصَلَاتُکِ فِي بَيْتِکِ خَيْرٌ لَکِ مِنْ صَلَاتِکِ فِي حُجْرَتِکِ وَصَلَاتُکِ فِي حُجْرَتِکِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِکِ فِي دَارِکِ وَصَلَاتُکِ فِي دَارِکِ خَيْرٌ لَکِ مِنْ صَلَاتِکِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِکِ وَصَلَاتُکِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَيْرٌ لَکِ مِنْ صَلَاتِکِ فِي مَسْجِدِي قَالَ فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ فَکَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لَقِيَتِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ.رواه أحمد وابن خزيمة وابن حبان في صحيحيهما.

مذکورہ بالا روایات سے اتنی بات واضح طور پر ثابت ہورہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ کسی مصلحت، حاجت یا خواتین کی خواہش پر انہیں مسجد میں آ کر نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی، مگر ان پر یہ واضح فرمادیا تھا کہ ان کے لئے مسجدوں میں آ کر نماز پڑھنے کے بجائے ان کے اپنے اپنے گھروں میں نماز ادا کرنا افضل اور زیادہ باعثِ اجر وثواب ہے۔

Scanned by CamScanner

پھر یہ بات بھی ملحوظ رہنی ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواتین کے لئے مسجد میں آنے کی اباحت اور جواز بھی اس قدر کڑی اور سخت شرائط کے ساتھ تھا جن کی مکمل پابندی حضرات صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (یعنی دورِ نبوی کی پاکیزہ خواتین) ہی کر سکتی تھیں اور الحمد للہ وہ بہت اہتمام کے ساتھ ان شرائط کی پابندی کیا کرتی تھیں، مگر ان شرائط کی پابندی دورِ حاضر کی خواتین کے لئے اگرچہ ناممکن نہیں لیکن انتہائی مشکل ہونے میں کوئی شبہ بھی نہیں۔

چنانچہ دورِ نبوی میں خواتین کو درج ذیل شرائط کے ساتھ مسجد میں آنے کی اجازت دی گئی تھی:

(۱) خوشبو لگا کر نہ آئیں (۲) بن سنور کر نہ آئیں (۳) راستہ کے بیچوں بیچ نہ چلیں (۴) رات میں آئیں، دن میں نہ آئیں (۵) پردہ کے ساتھ آئیں (۶) عورتوں کی صف سب سے آخر میں ہو (۷) عورتیں مسجد سے پہلے نکلیں اور مرد بعد میں نکلیں (۸) کسی بھی مرحلہ میں مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو (۹) بعض حالات میں یہ بھی تاکید ہوتی تھی کہ عورتیں سجدے سے اس وقت تک سر نہ اٹھائیں جب تک کہ مرد سر نہ اٹھائیں، یہ ساری شرائط احادیث میں مذکور ہیں (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے "نوادر الفقہ ج ۱ ص ۲۷۰" (ماخذہ: التبویب ۱۴۱۴/۱۲)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ختم ہونے کو تھا اور حضرات صحابیات کی اکثریت اس دنیا سے رخصت ہوگئی تو حضرات صحابہؓ کرام ہی کی موجودگی میں رفتہ رفتہ حالات بدل گئے اور عورتوں کے مسجد آنے کے بارے میں شر وفتنہ کے خدشات ظاہر ہونے لگے تو عہد صحابہ ہی میں ان کے مسجد آنے کی حوصلہ شکنی کی جاتی رہی اور کی گئی، چنانچہ انہی حالات کو دیکھتے ہوئے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج کی عورتوں کی بے اعتدالیاں دیکھتے تو ضرور انہیں مساجد میں آنے سے منع فرما دیتے، جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

لو أَدْرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيل... الخ. صحيح البخاري (۳/ ۳۷۸)

پھر خلیفۂ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عورتوں کی آزادی اور مزید بے احتیاطی ظاہر ہونے لگی اور فتنہ کا اندیشہ ہوا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم جاری

Scanned by CamScanner

فرمایا کہ اب عورتیں مسجد میں نہ آیا کریں[1]۔ اس حکم کو اس وقت موجود صحابۂ کرام نے پسند فرمایا۔

(۱)فی تبیین الحقائق ۱/ ۱۴۰: والنساء أحدثن الزينة والطيب ولبس الحلى ولهذا منعهن عمر رضی الله عنه ولا ينكر تغير الأحكام لتغير الزمان

مجمع الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر (۳/ ۵۳۴)

وقالوا الأحكام قد تختلف باختلاف الزمان ، ألا ترى أن النساء كن يخرجن الى الجماعات فى زمن النبى صلى الله عليه وسلم وفى زمن أبى بكر رضى الله عنه حتى منعهن عمر رضى الله عنه واستقر الأمر عليه وكان ذلك هو الصواب .

المحيط البرهانى للامام برهان الدين ابن مازة (۲۰۹)

أبيح لهن الخروج فى الابتداء الى الجماعات لقوله عليه السلام : لا تمنعوا اماء الله مساجد الله وليخرجن اذا خرجن تفلات ، أى غير متطيبات ، ثم منعهن بعد ذلك لما فى خروجهن من الفتنة قال الله تعالىٰ : (ولقد علمنا المستقدمين منكم ولقد علمنا المستأخرين (الحجر : ۲۴) المتاخرين قيل فى التفسير : الآية نزلت فى شأن النسوة كان المنافقون يتأخرون حتى يطلعون على عورات النساء فمنعن بعد ذلك وقال عليه السلام : "صلاة المرأة فى دارها أفضل من صلاتها فى مسجدها وصلاتها فى بيتها أفضل من صلاتها فى دارها " ،وعن عمر رضى الله عنه : أنه نهى النساء عن الخروج الى المساجد فشكون الى عائشة رضى الله عنها فقالت عائشة رضى الله عنها :لو علم النبى عليه السلام ماعلم عمر مااذن لكن فى الخروج.

العناية شرح الهداية (۲/ ۳۴۸)

ويكره لهن حضور الجماعات ، كانت النساء يباح لهن الخروج الى الصلوات ، ثم لما صار سببا للوقوع فى الفتنة منعن عن ذلك ، جاء فى التفسير أن قوله تعالىٰ (ولقد علمنا المستقدمين منكم ولقد علمنا المستأخرين) نزلت فى شأن النسوة حيث كان المنافقون يتأخرون للاطلاع على عوراتهن ، ولقد نهى عمر النساء عن الخروج الى المساجد فشكون الى عائشة رضى الله عنها فقالت : لو علم النبى صلى الله عليه وسلم ما علم عمر رضى الله عنه ماأذن لكن فى الخروج.

Scanned by CamScanner

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکال دیتے اور فرماتے کہ اپنے گھروں کو جاؤ، تمہارے گھر تمہارے لئے بہتر ہیں۔ بلکہ سنن کبریٰ للبیھقی کی روایت کے مطابق وہ یہ فرماتے ہوئے انہیں نکال دیتے تھے کہ مسجد تمہارے لئے نہیں ہے۔

فی الأوسط لابن المنذر ۵/ ۳۲۰

عن أبی عمرو الشیبانی،أنه رأی ابن مسعود یخرج النساء من المسجد یوم الجمعة ویقول " :اخرجن إلی بیوتکن خیر لکن"وقال ابن جریج :قلت لعطاء :یا أیها الذین آمنوا إذا نودی للصلاة من یوم الجمعة الآیة،ألیست النساء مع الرجال؟قال :لا.(أخرجه أیضًا الطبرانی فی معجمه الکبیر ج ۹ص ۲۹۴ ح ۹۴۷۵، وعبدالرزاق فی مصنفه:۳ /۱۷۳)

فی السنن الکبری للبیهقی وفی ذیله الجوهر النقی ۳:۱۸۶

عَنْ سَعْدِ بْنِ إِيَاسٍ قَالَ :رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ يُخْرِجُ النِّسَاءَ مِنَ الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَقُولُ:اخْرُجْنَ فَإِنَّ هَذَا لَيْسَ لَكُنَّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعلق مروی ہے کہ جب ایک خاتون نے جمعہ کے دن ان سے مسجد جا کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہاری وہ نماز جو اپنے گھر کی اندرونی کوٹھری میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو گھر کے دالان میں ہو اور تمہاری دالان کی نماز حجرہ کی نماز سے بہتر ہے، اور تمہاری حجرے کی نماز مسجد کی نماز سے افضل اور بہتر ہے۔ اس طرح کا ایک واقعہ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شرح بخاری میں اور علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ذکر فرمایا کہ جب ان سے کسی عورت نے مسجد میں جا کر نماز کی اجازت طلب کی تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہاں منقول ہے۔ نیز علامہ عینی رحمہ اللہ نے مزید لکھا کہ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ عورتوں کو جمعہ اور جماعت میں حاضر ہونے سے منع فرماتے تھے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؟فَقَالَ:صَلَاتُكِ فِي مَخْدَعِكِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكِ فِي بَيْتِكِ،وَصَلَوٰتُكِ فِي

Scanned by CamScanner

بَيْتِكِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاَتِكِ فِي حُجْرَتِكِ،وَصَلاَتُكِ فِي حُجْرَتِكِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاَتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ.(مصنف ابن أبى شيبة (۲/ ۳۸۴)

فى عمدة القارى شرح صحيح البخارى (۹/ ۴۷۷)

وقال ابن مسعود لامرأة سالته عن الصلاة فى المسجد يوم الجمعة قال صلاتک فى مخدعک أفضل من صلاتک فى بيتک وصلاتک فى بيتک أفضل من صلاتک فى حجرتک وصلاتک فى حجرتک أفضل من صلاتک فى مسجد قومک وكان إبراهيم يمنع نساءه الجمعة والجماعة.

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عہد صحابہ ہی میں حالات بدل جانے کی وجہ سے حضرات صحابہ کرامؓ عمومی طور پر عورتوں کی جماعت میں شرکت کو پسند نہیں فرماتے تھے، چنانچہ اس کے بعد حضرات تابعین کرام کے دور میں بھی اسی بنیاد پر (کہ جب عہد صحابہ میں جو امت کا پاکیزہ ترین دور تھا، شر وفتنہ کے خدشات کے خوف سے عورتوں کے مسجدوں میں آنے کو ناپسند کیا گیا) عورتوں کے گھروں سے نکل کر مسجد میں آنے کو ناپسند کیا گیا؛ کیونکہ بعد کے زمانے میں رفتہ رفتہ فتنے بڑھتے ہی گئے، چنانچہ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینیؒ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذکورہ بالا روایت (جس میں انہوں نے فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج کی عورتوں کی بے اعتدالیاں دیکھتے تو ضرور انہیں مساجد میں آنے سے منع فرمادیتے) کے تحت لکھتے ہیں:

(قُلْتُ) لَو شاهدَتْ عَائِشَةُ رَضِي الله تَعَالَى عَنْها مَا أَحدث نسَاء ُهَذَا الزَّمَانِ من أَنْوَاعِ الْبِدَعِ والمنكراتِ لكَانَتْ أَشدَّ إنكارا وَلَا سِيَّمَا نسَاء مصر...فانظُر إلى ما قالتِ الصديقة رضى الله تعالى عنها من قولها لو أدرک رسولُ الله ما أحدثتِ النساء وليس بين هذا القول وبين وفاةِ النبى إلا مدة يسيرة على أن نساءَ ذلک الزمانِ ما أحدثْنَ جزأ من ألفِ جزء مما أحدثتْ نساءُ هذا الزمانِ". (عمدة القارى شرح صحيح البخارى (۹/ ۴۸۰)

یعنی'' اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اِس (نویں صدی ہجری کے) دور کی عورتوں کے منکرات اور فواحش دیکھ لیتیں خاص طور مصر کی عورتوں کا حال، تو عورتوں کے گھروں سے نکلنے پر بہت سخت انکار فرماتیں۔۔آخر میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد کا ہے، جبکہ اُس زمانے کی عورتوں نے موجودہ زمانے کی عورتوں کی ایجاد کردہ منکرات کا ہزارواں حصہ بھی ایجاد نہیں کیا تھا"۔

بہر حال اس کے بعد آنے والے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے جب اپنے اپنے دور میں عورتوں کے حالات اور اس دور میں پائے جانے والے فتنوں کا مشاہدہ کیا جہاں حالات اور فتنے زیادہ تشویش ناک تھے، عورتوں میں وہ احتیاط نہیں رہی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تھی بلکہ بے احتیاطی بہت زیادہ بڑھ چکی تھی تو حالات کے پیشِ نظر عورتوں کے لئے محض جماعت میں شرکت کی غرض سے گھروں سے نکلنے اور مسجدوں میں آنے سے روکدیا۔ (خواہ پنج وقتہ فرض نماز کی جماعت ہو، جمعہ یا عیدین کی نماز ہو یا تراویح کی نماز ہو) اور فرمایا کہ دورِ حاضر میں فتنوں کی کثرت اور عورتوں کی بے احتیاطی، بے پردگی اور بے اعتدالیوں کے پیشِ نظر اب ان کے لئے اپنے گھروں سے نکلنا ممنوع اور مکروہ ہے۔ اس لئے خواتین کو چاہیئے کہ جماعت میں شرکت کے لئے مسجد میں آنے سے اجتناب کریں، اور اپنی نمازیں گھر ہی میں ادا کریں، یہی افضل ہے، اگرچہ مسجد میں بھی ان کی نماز فی نفسہ جائز ہے۔

لیکن یہاں یہ بھی واضح رہے کہ:

(الف) فقہاء کرام نے دورِ حاضر میں خواتین کے لئے نماز باجماعت میں شرکت کی غرض سے گھروں سے نکلنے کو جو مکروہ یا مکروہِ تحریمی لکھا ہے وہ کراہت لغیرہٖ (یعنی خوفِ فتنہ کی وجہ سے) ہے، اور خواتین کے لئے مسجد میں نماز ادا کرنے کا جواز یا دورِ نبوی میں ان کے لئے نماز کی غرض سے مسجد میں آنے کی اباحت اور جواز لعینہٖ ہے، اور چونکہ کسی بات کے لعینہٖ جائز ہونے اور لغیرہٖ ناجائز ہونے میں منافات نہیں ہے، اس لئے فقہاء کرام کا دورِ حاضر میں خواتین کے لئے مسجد آنے کو مکروہ قرار دینے کو دورِ نبوی کے نفسِ جواز کے منافی نہ سمجھا جائے۔

(ب) جیسا کہ اوپر کی تفصیل سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح نصوص سے یہ بات ثابت ہے کہ عورتوں کو اپنی نماز گھروں میں ادا کرنا مسجدوں میں جا کر ادا کرنے سے افضل اور زیادہ باعثِ اجر وثواب ہے لہٰذا اس کے برعکس اگر کوئی عورت (یا مرد) عورت کے لئے گھر میں نماز پڑھنے سے مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کو افضل یا زیادہ باعثِ اجر وثواب قرار دے تو یہ صریح نصوص کے خلاف ہونے کی وجہ سے سراسر ناجائز ہوگا۔

Scanned by CamScanner

چنانچہ مساجد میں مردوں کی با جماعت نماز میں شرکت کے لئے عورتوں کو اپنے گھروں سے نکل کر مسجدوں میں آنے کی ترغیب دینا اور اس کے لئے باقاعدہ انتظام اور اہتمام کرنا اگر اس نیت یا اس عقیدے سے ہو کہ خواتین کی نماز مسجد میں افضل ہے تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ کی صریح احادیث اور احکام کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

ہاں البتہ مسجدوں کے اطراف میں یا اس کے کسی حصے کو عورتوں کے لئے مختص کرنا تاکہ خواتین وہاں اپنی نماز تنہائی میں ادا کر سکیں یا اگر مردوں کی صفوں کے ساتھ اتصال ہو تو ایسی صورت میں جماعت میں شریک ہونے کی بھی گنجائش ہے۔ دورِ حاضر میں یہ نہ صرف جائز اور پسندیدہ ہے بلکہ ایک حد تک ضروری ہے کیونکہ دورِ حاضر میں خواتین بکثرت اپنی ضرورت اور حاجت کے سلسلے میں باہر نکلتی ہیں تو ایسی صورت میں جو خاتون مسافر ہو یا کسی ضرورت سے گھر سے نکلی ہو، اور راستہ میں نماز کا وقت ہو جائے، اور گھر واپسی تک نماز فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں اگر خواتین کے لئے مسجد میں ایسی الگ جگہ کا انتظام کیا جائے کہ خواتین وہاں پردے کے ساتھ نماز ادا کر سکیں تو اس میں نہ صرف یہ کہ کوئی حرج نہیں بلکہ ایک حد تک ضروری ہے تاکہ سفر یا ضرورت کی وجہ سے گھر سے نکلی ہوئی خواتین نماز قضاء کرنے کے بجائے وقت پر پڑھ لیں کیونکہ اگر اس طرح کا کوئی انتظام نہ ہو تو خواتین کی نماز فوت ہوگی، اور بسا اوقات بعد میں قضاء کرنے میں کوتاہی بھی ہو جاتی ہے۔

في الفتاوى الهندية (۱:۸۹) وكره لهن حضور الجماعة إلا للعجوز في الفجر والمغرب والعشاء والفتوى اليوم على الكراهة في كل الصلوات لظهور الفساد كذا في الكافي وهو المختار كذا في التبيين.

وفي الدر المختار (۱/ ۵٦٦)

(ويكره حضورهن الجماعة) ولو لجمعة وعيد ووعظ (مطلقا) ولو عجوزا ليلا (على المذهب) المفتى به لفساد الزمان.

وفي حاشية ابن عابدين (رد المحتار)(۱:۵٦٦)

(قوله ولو عجوزا ليلا) بيان للإطلاق :أي شابة أو عجوزا نهارا أو ليلا (قوله على المذهب المفتى به) أي مذهب المتأخرين .قال في البحر: وقد يقال هذه الفتوى التي اعتمدها المتأخرون مخالفة لمذهب الإمام وصاحبيه، فإنهم نقلوا أن الشابة تمنع مطلقا اتفاقا .وأما العجوز فلها

Scanned by CamScanner

حضور الجماعة عند الإمام إلا فی الظهر والعصر والجمعة أی وعندهما مطلقا، فالإفتاء بمنع العجائز فی الکل مخالف للکل، فالاعتماد علی مذهب الإمام .اهـ.قال فی النهر :وفیه نظر، بل هو مأخوذ من قول الإمام وذلک أنه إنما منعها لقیام الحامل وهو فرط الشهوة بناء علی أن الفسقة لا ینتشرون فی المغرب لأنهم بالطعام مشغولون وفی الفجر والعشاء نائمون؛ فإذا فرض انتشارهم فی هذه الأوقات لغلبة فسقهم کما فی زماننا بل تحریهم إیاها کان المنع فیها أظهر من الظهر .اهـ.

وفی عمدة القاری شرح صحیح البخاری(٩ :٤٧٥)

ویکره لهن حضورالجماعات قالت الشراح ویعنی الشواب منهن وقوله الجماعات یتناول الجمع والأعیاد والکسوف والاستسقاء وعن الشافعی یباح لهن الخروج قال أصحابنا لأن فی خروجهن خوف الفتنة وهو سبب للحرام وما یفضی إلی الحرام فهو حرام فعلی هذا قولهم یکره مرادهم یحرم لا سیما فی هذا الزمان لشیوع الفساد فی أهله.

وأیضاً فیها(٥:٣٠٣)

الثالث فیه جواز خروج النساء أیام العید إلی المصلی للصلاة مع الناس وقالت العلماء کان هذا فی زمنه وأما الیوم فلا تخرج الشابة ذات الهیئة ولهذا قالت عائشة رضی الله تعالی عنها لورأی رسول الله ما أحدث النساء بعده لمنعهن المساجد کما منعت نساء بنی إسرائیل قلت هذا الکلام من عائشة بعذر من یسیر جدا بعد النبی وأما الیوم فنعوذ بالله من ذلک فلا یرخص فی خروجهن مطلقا للعید وغیره

وفی شرح أبی داود للعینی (٣: ٥١)

عن عائشة رضی الله عنها - قالت: " لو أدرک رسول الله ما أحدث النساء لمنعهن المسجد "الحدیث لما یجئ الآن، والفتوی فی هذا الزمان علی عدم الخروج فی حق الکل مطلقا ، لشیوع الفساد، وعموم المصیبة، وشرطوا -أیضاً -أمورا کثیرة وهی :أن لا تکون متطیبة، ولا

Scanned by CamScanner

متزينة، ولا ذات خلاخل يُسْمع صوتها، ولا ثياب فاخرة، ولا مختلطة بالرجال، وأن لا يكون في الطريق مَنْ يُفتتن بها، وأن لا يكون في الطريق ما يخاف به مفسدة ونحوها.

وفي إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام للعلامة ابن دقيق العيد(ص :١١٩) وقوله في الرواية الأخرى:" لاتمنعوا إماء الله"يشعرأيضابطلبهن للخروج فإن المانع إنمايكون بعد وجود المقتضي ويلزم من النهي عن منعهن من الخروج إباحته لهن لأنه لوكان ممتنعالم ينه الرجال عن منعهن منه والحديث عام في النساء ولكن الفقهاء قدخصوه بشروط وحالات منها: أن لايتطيبن وهذا الشرط مذكور في الحديث ففي بعض الروايات : "وليخرجن تفلات" وفي بعضها: إذاشهدت إحداكن المسجد فلا تمس طيبا" وفي بعضها :إذا شهدت إحداكن العشاء فلاتطيب تلك الليلة" فيلحق بالطيب ما في معناه فإن الطيب إنما منع منه لما فيه من تحريك داعية الرجال وشهوتهم وربما يكون سببا لتحريك شهوة المرأة أيضا فماأوجب هذا المعنى التحق به وقد صح أن النبي صلى الله عليه وسلم قال" :أيما امرأة أصابت بخورا فلا تشهد معنا العشاء الآخرة "ويلحق به أيضا :حسن الملابس ولبس الحلي الذي يظهر أثره في الزينة وحمل بعضهم قول عائشة رضي الله عنها في الصحيح : "لوأن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى ما أحدث النساء بعده :لمنعهن المساجد كما منعت نساء بني إسرائيل "على هذا تعني إحداث حسن الملابس والطيب والزينة.ومما خص به بعضهم هذا الحديث :أن منع الخروج إلى المسجد للمرأة الجميلة المشهورة ومما ذكره بعضهم ممايقتضي التخصيص :أن يكون بالليل وقد ورد في كتاب مسلم مايشعربهذا المعنى ففي بعض طرقه: " لاتمنعوا النساء من الخروج إلى المساجد بالليل "فالتقييد بالليل قد يشعربماقال .ومماقيل أيضا في تخصيص هذاالحديث :أن لايمزاحن الرجال. وبالجملة :فمدار هذا كله النظر إلى المعنى فما

Scanned by CamScanner

اقتضاه المعنى من المنع جعل خارجا عن الحديث وخص العموم به وفى هذا زيادة وهو أن النص وقع على بعض ما اقتضاه التخصيص وهو عدم الطيب.وقيل :إن فى الحديث دليلا على أن للرجل أن يمنع امرأته من الخروج إلابإذنه وهذا إن أخذ من تخصيص النهى بالخروج إلى المساجد وأن ذلك يقتضى بطريق المفهوم جواز المنع فى غيرالمساجد فقد يعترض عليه :بأن هذا تخصيص الحكم باللقب ومفهوم اللقب ضعيف عند أهل الأصول.ويمكن أن يقال فى هذا :إن منع الرجال للنساء من الخروج مشهور معتاد وقد قرروا عليه وإنما علق الحكم بالمساجد لبيان محلّ الجواز وإخراجه عن المنع المستمر المعلوم فيبقى ماعداه على المنع وعلى هذا:فلايكون منع الرجل لخروج امرأته لغيرالمسجد مأخوذا من تقييد الحكم بالمسجد فقط.ويمكن أن يقال فيه وجه آخر : وهو أن فى قوله صلى الله عليه وسلم" :لاتمنعوا إماء الله مساجد الله 1 "مناسبة تقتضى الإباحة أعنى كونهن إماء الله بالنسبة إلى خروجهن إلى مساجد الله ولهذا كان التعبير بإماء الله أوقع فى النفس من التعبير بالنساء لوقيل وإذاكان مناسبا أمكن أن يكون علة للجواز وإذا انتفى انتفى الحكم لأن الحكم يزول بزوال علته والمراد بالانتفاء ههنا :انتفاء الخروج إلى المساجد أى للصلاة.

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية (١/١٥٧)

ولا يباح للشواب منهن الخروج إلى الجماعات، بدليل ما روى عن عمر- رضى الله عنه -أنه نهى الشواب عن الخروج؛ ولأن خروجهن إلى الجماعة سبب الفتنة، والفتنة حرام، وما أدى إلى الحرام فهو حرام.

وفى البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطورى(١ :٣٨٠)

(قوله ولا يحضرن الجماعات) لقوله تعالى (وقرن فى بيوتكن) (الأحزاب:٣٣) وقال - صلى الله عليه وسلم - صلاتها فى قعر بيتها أفضل من صلاتها فى صحن دارها وصلاتها فى صحن دارها أفضل من

Scanned by CamScanner

صلاتها في مسجدها وبيوتهن خير لهن" ولأنه لا يؤمن الفتنة من خروجهن أطلقه فشمل الشابة والعجوز والصلاة النهارية والليلية قال المصنف في الكافي والفتوى اليوم على الكراهة في الصلاة كلها لظهور الفساد ومتى كره حضور المسجد للصلاة فلأن يكره حضور مجالس الوعظ خصوصا عند هؤلاء الجهال الذين تحلوا بحلية العلماء أولى .ذكره فخر الإسلام.

(۲) جیسا کہ اوپر یہ عرض کیا جاچکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواتین کو مخصوص شرائط کے ساتھ مسجد میں نماز کے لئے آنے کی اجازت تھی، اس لئے ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے یہ فرمایا تھا کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کے گھر آنے سے مت روکو یعنی شوہروں اور اولیاء کو خطاب کر کے یہ فرمایا تھا کہ اگرچہ خواتین کے لئے افضل اور بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی نمازیں اپنے گھروں میں پڑھیں لیکن چونکہ مسجد میں آنا بھی ان کے لئے جائز اور مباح ہے لہٰذا اگر یہ تم لوگوں سے مسجد آنے کی اجازت طلب کریں تو انہیں مت روکو۔ مگر یہ حکم چونکہ اس زمانے کا ہے جس زمانے میں خواتین کے لئے مسجد آنے کی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دے رکھی تھی اس لئے بعد میں جب فسادِ زمانہ کی وجہ سے خواتین کے لئے مسجد میں آنے کی ممانعت ہوگئی تو اب شوہروں کو اور اولیاء کو انہیں روکنے کی بھی اجازت ہوگی۔ اس لئے خواتین کو نماز باجماعت کے لئے مسجد آنے کے مطلق جواز پر اس حدیث سے استدلال درست نہیں۔ کیونکہ جن روایات میں مسجد جانے کی اجازت دی گئی ہے اولاً تو وہ محض رخصت واباحت کے درجے میں تھی ثانیاً یہ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور فتنے سے خالی زمانے میں تھی لہذا اس پرفتن دور میں عوتوں کو مسجد اور عید گاہ لانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے سے استدلال کرنا درست نہیں۔ (ماخذہ: التبویب: ۷۹/۴۲۷)

فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي (۲/۵ ۲۱)

وَاعْلَمْ أَنَّهُ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (لَا تَمْنَعُوا إمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ) وَقَوْلُهُ (إذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمْ امْرَأَتُهُ إلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا) وَالْعُلَمَاءُ خَصُّوهُ بِأُمُورٍ مَنْصُوصٍ عَلَيْهَا وَمَقِيسَةٍ ، فَمِنْ الْأَوَّلِ مَا صَحَّ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ) وَكَوْنُهُ لَيْلًا فِي بَعْضِ الطُّرُقِ فِي مُسْلِمٍ (لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ مِنْ الْخُرُوجِ إلَى الْمَسَاجِدِ إلَّا بِاللَّيْلِ) وَالثَّانِي حُسْنُ الْمَلَابِسِ وَمُزَاحَمَةُ الرِّجَالِ لِأَنَّ

Scanned by CamScanner

إخْرَاجَ الطِّيبِ لِتَحْرِيكِهِ الدَّاعِيَةُ فَلَمَّا فُقِدَ الْآنَ مِنْهُنَّ هَذَا لِأَنَّهُنَّ يَتَكَلَّفْنَ لِلْخُرُوجِ مَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ فِي الْمَنْزِلِ مُنِعْنَ مُطْلَقًا لَا يُقَالُ :هَذَا حِينَئِذٍ نُسِخَ بِالتَّعْلِيلِ ,لِأَنَّا نَقُولُ :الْمَنْعُ يَثْبُتُ حِينَئِذٍ بِالْعُمُومَاتِ الْمَانِعَةِ مِنَ التَّفْتِينِ ، أَوْ هُوَ مِنْ بَابِ الْإِطْلَاقِ بِشَرْطٍ فَيَزُولُ بِزَوَالِهِ كَانْتِهَاءِ الْحُكْمِ بِانْتِهَاءِ عِلَّتِهِ ، وَقَدْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي الصَّحِيحِ :لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ بَعْدَهُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ.

وفي فتح الباري- لابن رجب (٥/ ٩ ٣١)

والأمر الثاني:أن الزوج منهيّ عن منعها إذا استأذنته،وهذا لابد من تقييده بما إذا لم يخف فتنةً أو ضرراً........................والله اعلم بالصواب.

أصاب المجيب سلمه الله تعالى فيما أجاب

وأجاد فيما أفاد وفقه الله تعالى

احقر شاه محمد تفضل علی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۸/رمضان المبارک/۱۴۴۰ قمری

۳/جون/2019 شمسی

مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

ار رمضان المبارک/۱۴۴۰ قمری

/جون/2019 شمسی

۲۸-۹-۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

محمد عبدالمنان عفی عنہ

۲۸-۹-۱۴۴۰ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۳۴/۲۰۸۳

۱۴۴۰/۱۰/۵

۲۰۱۹/۶/۹

الجواب صحیح

بندہ عبدالرؤف

۲۹-۹-۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

۵-۱۰-۱۴۴۰ھ

09-06-2019 ش

Scanned by CamScanner